ربیع الاول

کے مروجہ جلوس کا شرعی حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

زیرِ نظر تحریر دراصل ایک سوال کا جواب ہے، جس کا تعلق ''ربیع الاول'' میں نکلنے والے جلوس سے ہے، جو آج تقریباً ہر بڑے چھوٹے شہر میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نام پر رائج ہے اور اس موقعے پر جلوس کے ساتھ متعدد امور خلافِ شرع انجام دیے جاتے ہیں۔ جیسے: گانا بجانا، تصویر کشی، پٹھاخے چھوڑنا وغیرہ اور ان کو خلافِ شرع سمجھنے کے بہ جائے دین و شریعت کے نام سے ان کی انجام دہی ہوتی ہے؛ لہٰذا اس صورتِ حال کے بارے میں ایک سوال ''الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور'' کے دار الافتا کو موصول ہوا، تو سوال کا جواب یہاں سے کچھ تفصیل و توضیح کے ساتھ لکھا گیا؛ تاکہ عوام الناس کو واضح طور پر مسئلے کی حقیقت سے واقف کرایا جائے۔

اسی کو اب ضرورت کے پیشِ نظر اور افادۂ عام کے لیے کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

محمد شعیب اللہ خان
(مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربیع الاول کے مروجہ جلوس کا شرعی حکم

بہ خدمت حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال:

آج کل بہت سے بڑے شہروں میں ایک رواج یہ چل پڑا ہے، کہ ۱۲/ ربیع الاول کے موقعے پر جلوس نکالا جاتا ہے اور اس کو لوگ ''جلوسِ محمدی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور بڑے اہتمام سے اس کو نکالا جاتا ہے اور یہ جلوس شہر کے مختلف علاقوں سے گزارا جاتا ہے اور اس کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی علامت سمجھا جاتا ہے، اس جلوس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا یہ جلوس کا طریقہ قرآن وحدیث سے یا سیرتِ رسول یا اسوۂ صحابہ سے ثابت ہوتا ہے؟ یاد رہے کہ اس جلوس میں مندرجہ ذیل کام شامل ہوتے ہیں:

- قوالی اور گانا بجانا ہوتا ہے۔
- بعض لوگ ناچتے وتھرکتے بھی نظر آتے ہیں۔
- پٹھاخے چھوڑے جاتے ہیں۔
- بعض لوگ حضرت ٹیپو سلطان یا کسی اور کا کردار ادا کرتے ہیں اور

حضرت ٹیپو رحمہ اللہ وغیرہ کی بڑی بڑی تصاویر بنا کر ان تصاویر سے خود کو ان کا روپ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی نقل اتارتے ہیں۔

- بعض لوگ اپنے منہ سے آگ کا شعلہ نکالتے یا اور کوئی کرتب وتماشا دکھاتے ہیں۔
- نیز اس جلوس کے موقعے پر یہ سارے لوگ درمیان میں آنے والی نماز کا کوئی اہتمام نہیں کرتے؛ بل کہ نمازوں کو ترک کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے، کہ اس قسم کے جلوس کا شرعی حکم کیا ہے، قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں اس کا جواب دیکر ممنون ومشکور فرمائیں۔

فقط

بدیع الزماں

9036943480

الجواب ومنه الصواب:

الحمد لوليه والصلاة والسلام على نبيه : أما بعد

موجودہ دور میں امتِ مسلمہ میں جو کمزوریاں دین وایمان کے لحاظ سے رونما ہو چکی ہیں، ان کے پیشِ نظر آپ کا یہ سوال ایک ضرورت کا سوال ہے؛ لہٰذا ہم کسی قدر تفصیل سے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں؛ تا کہ امت کے سامنے واضح طور پر اور مدلل طریقے سے بات آجائے۔

ایمان کا تقاضا-محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس بات میں کوئی شک نہیں، کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت ہر مسلمان کی جان وایمان ہے اور دنیوی واخروی سعادتوں کا سب

سے بڑا اور اولین زینہ ہے اور اسی لیے ان پر یہ فرض بھی ہے، اس کے بغیر ایمان کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا۔

مگر اسی کے ساتھ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ مسلمانوں کے لیے ہر معاملے میں راہِ عمل وہی ہے، جو اللہ و رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے قرآن و حدیث میں متعین فرمادیا ہے اور پھر اس کی روشنی میں حضراتِ علما و ائمہ دین نے واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور راہ صلاح و فلاح کی ہے، نہ ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محبت و عظمت کے سلسلے میں بھی ہمیں وہی راہ اختیار کرنا چاہیے، جو اللہ تعالیٰ و رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہمارے لیے متعین فرمائی ہے۔ اس بارے میں بھی کوئی من گھڑت طریقہ یا کسی اور قوم کا طریقہ اختیار کرنا روا نہیں ہوسکتا۔

محبتِ رسول کا تقاضا - اطاعتِ رسول

اور یہ بات قرآن و حدیث سے واضح ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ و رسول سے محبت کا طریقہ یہی ہے کہ دین و شریعت کی تعلیمات کو دل و جان سے قبول کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے، پھر ان کو دنیا میں عام و رائج کرنے کے لیے محنت و مجاہدہ کیا جائے، ان کی دعوت و تبلیغ کی جائے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی جائے۔

کتبِ احادیث میں یہ روایت آئی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ میرے نزدیک میری ذات سے زیادہ محبوب ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میں جب گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آجاتی ہے، تو میں اس وقت تک صبر نہیں کرسکتا، جب تک کہ آپ کی خدمت میں آکر آپ کو دیکھ نہ لوں اور میں جب آپ کی وفات اور میرے

مرنے کا تصور کرتا ہوں، تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ جنت میں نبیوں کے ساتھ بلند مقامات پر پہنچا دیے جائیں گے اور میں جنت میں جا کر بھی اندیشہ کرتا ہوں کہ آپ کی زیارت نہ کر پاؤں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا؛ یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ (۱)

(اور جو اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ رہیں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ رہیں گے اور یہ لوگ بڑے اچھے رفیق ہیں۔) (۲)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت رکھتے تھے اور آپ کو دیکھے بغیر ان کو صبر نہیں آتا تھا، یہاں تک کہ اپنی موت کے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہونے کے اندیشے سے ان کا جسم نحیف اور رنگ متغیر ہو گیا تھا، انھوں نے اس اندیشے کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

---

(۱) النساء: ٦٩

(۲) الدر المنثور:۴/ ۵۲۸، روح المعاني:۵/ ۷۵

(۳) روح المعاني: ۵/ ۷۵

میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کی ذات خود مجھ سے میری اولاد سے، میرے گھر والوں اور میرے مال و دولت سے زیادہ محبوب ہے، اگر میں آپ کے پاس آکر آپ کی زیارت نہ کرلوں؛ تو مجھے گمان ہوتا ہے کہ میں مرجاؤں گا۔

یہ عرض کر کے وہ صحابی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو؟

انھوں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی وفات اور میرے مرنے کا خیال کیا، پھر آپ کے جنت میں انبیا کے ساتھ بلند مقامات پر جانے کا تصور کیا، تو رونا آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا کہ لو خوش خبری سن لو۔ (۱)

ایک حدیث میں ہے کہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں؛ لیکن آخرت میں آپ کے درجات بلند ہوں گے؛ تو ہم آپ کو نہ دیکھ سکیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲)

اسی طرح اور بھی متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی قسم کی بات مروی ہے اور ان روایات کو علمائے تفسیر نے اپنی تفاسیر میں درج کیا ہے۔

ان روایات میں غور کیجیے، تو ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر انتہا درجے کی محبت رکھتے تھے؛ حتی کہ ان کو یہ اندیشہ تھا کہ جنت میں آپ کے بلند ترین درجات کی وجہ سے شاید ہم آپ کی زیارت سے محروم رہ جائیں گے، اس اندیشے کی وجہ سے وہ بے قرار و بے چین ہو جاتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ ان حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

(۱) الدر المنثور: ۵۲۹/۴

(۲) تفسیر الطبري: ۵۳۴/۸

محبت کا اظہار کیا اور اس سلسلے میں اپنی بے تابی و بے قراری کا تذکرہ کیا، تو ان کو جو جواب عطا ہوا اس میں یہ بتایا گیا کہ جو اللہ و رسول کی اطاعت کرتا ہے؛ اس کو آپ کی صحبت و معیت جنت میں بھی عطا ہوگی۔ اس سے اس قدر بات واضح ہوگئی کہ محبت کے اظہار کا اصل راستہ وطریقہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کی اطاعت کی جائے۔ اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جو اطاعت کا راستہ اختیار کرتا ہے؛ اس کو آخرت میں انبیا و اولیاء اللہ کی صحبت و معیت و زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہے گا۔

لہٰذا ہمیں بھی محبتِ الٰہی و عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں یہی کام کرنا چاہیے کہ تمام امور میں اللہ و رسول کی اطاعت و فرماں برداری کریں اور اس کے علاوہ کسی اور چیز سے محبت کا اظہار اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد سوالِ مذکور کے جواب کی طرف توجہ کیجیے کہ اس جلوس میں متعدد امور وہ ہیں، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام و نا جائز ہیں، ان کا ارتکاب کسی بھی موقعے پر جائز نہیں، چہ جائے کہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و میلاد کے نام پر ان کا ارتکاب کیا جائے؟ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، ایک مسلمان کے لیے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا طریقہ صرف وہی ہے، جو خود اللہ و رسول نے بتا دیا ہے۔ اور وہ ہے اللہ و رسول کی اطاعت و فرماں برداری۔

ہائے افسوس! کہ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کے بہ جائے خود آپ کی شریعت کے خلاف کام کر کے لوگ محبت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے؟

غور کیجیے کہ جب اس میں بہت سے ایسے کام بھی لوگوں نے شامل کر لیے ہیں جو سراسر دین و شریعت کے خلاف ہیں۔ جیسے: گانا بجانا، ناچنا، پٹھاخے چھوڑنا، وغیرہ تو

اس کی قباحت و برائی میں اور خلافِ شرع ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہوسکتا ہے؟

گانا بجانا حرام ہے

اس جلوس میں جو جو باتیں خلافِ شریعت ہوتی ہیں، ان میں سے ایک گانا بجانا ہے اور ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اسلام میں گانا بجانا ناجائز ہے اور اس پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے دو احادیث نقل کرتا ہوں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُمْسَخُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَيَشْهَدُوْنَ أَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ: نَعَمْ وَيُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ وَيَحُجُّوْنَ ، قَالُوْا : فَمَابَالُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ اِتَّخَذُوْا الْمَعَازِفَ وَالْقِيْنَاتِ وَ الدُّفُوْفَ وَيَشْرَبُوْنَ هٰذِهِ الْأَشْرِبَةَ ، فَبَاتُوْا عَلٰى لَهْوِهِمْ فَأَصْبَحُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ. »(۱)

(حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہوجائیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ توحید ورسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں، وہ (برائے

(۱) حلية الأولياء:۳/۱۱۹، کتاب الملاهي لابن أبي الدنيا، کما في نيل الأوطار:۲/۸۶، عون المعبود:۱۱/۵۹، سنن سعيد بن منصور ، کما في المحلىٰ لابن حزم الظاهری:۷/۵۶۴

نام) نماز، روزہ اور حج بھی کریں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا: وہ آلاتِ موسیقی، رقاصہ عورتوں اور طبلہ اور سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوں گے اور شرابیں پیا کریں گے (بالآخر) وہ رات بھر مصروفِ لہو ولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے۔)(معاذ اللہ)

(۲) حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دینے والا اور مومنین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کے آلات واسباب، صلیب اور جاہلی رسومات کو ختم کردوں اور مٹادوں۔(۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں گانا بجانا کس قدر برا ہے؟ ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجے جانے کا ایک مقصد یہی ہے کہ گانے بجانے کے آلات اور جاہلی رسومات کو ختم کیا جائے، دوسرے یہ معلوم ہوا کہ جو مسلمان بہ ظاہر نمازی بھی ہوں گے، روزہ کے پابند بھی ہوں گے اور حج پر حج بھی کریں گے؛ مگر اسی کے ساتھ گانے بجانے ناچنے نچانے اور ڈھول باجے اور میوزک وموسیقی کے دلدادہ اور شراب کے عادی اور رسیا ہوں گے، ان کو اللہ تعالیٰ خنزیر اور بندر کی شکل میں مسخ کردیں گے، یہ لوگ رات بھر مصروفِ لہو ولعب رہ کر سوئیں گے اور جو صبح اٹھیں گے تو مسخ شدہ اٹھیں گے۔

اور یاد رہے کہ قوالی میں اور عام گانے بجانے میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں؛ بل کہ غور کیا جائے تو عام گانوں سے زیادہ قباحت وشناعت قوالی میں ہے؛

---

(۱) مسند أحمد: ۲۲۳۶۱، مسند الطيالسي: ۱۲۳۰، المعجم الكبير للطبراني: ۷/۲۱۷

کیوں کہ عام گانوں کو لوگ دین نہیں سمجھتے اور قوالی کو جو کہ غیر اسلامی؛ بل کہ خلافِ اسلام چیز ہے، اس کو لوگ دین سمجھتے ہیں اور غیرِ دین اور خلافِ دین کو دین سمجھنا بدترین جرم ہے اور یہی وہ چیز ہے، جس کی وجہ سے یہود و نصاریٰ گمراہ ہوئے۔

جاندار کی تصویر نا جائز ہے

جلوس میں ہونے والا دوسرا ناجائز کام جاندار کی تصویر ہے اور یہ بھی ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ جاندار کی تصویر لینا بھی حرام ہے اور دیکھنا دکھانا بھی حرام ہے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ — صلى الله عليه وسلم — يَقُولُ : إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْن. » (۱)

(میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک تصویر ساز کو تصویر سازی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

« سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ — صلى الله عليه وسلم — يَقُوْلُ : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي , فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً ، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً . » (۲)

(میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

(۱) البخاري:۵۹۵۰،مسلم:۵۶۵۹،سنن النسائي:۵۳۶۴،مسند أحمد:۳۵۵۸

(۲) البخاري:۵۴۹۷،مسلم:۳۹۴۷،مسند أحمد:۶۸۶۹،مصنف ابن أبي شيبة:۵/۲۰۰

کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا، جو میری (یعنی اللہ کی) طرح تخلیق کرنے لگا (وہ کسی جاندار کو تو کیا پیدا کرے گا) ذرا ایک دانہ یا ایک ذرہ ہی بنا کر دکھا دے۔)

نوٹ: تصویر کی حرمت پر دنیا بھر کے علما اور مختلف مسلک کے علما، (دیوبندی و بریلوی و جماعت اسلامی و اہل حدیث وغیرہ) کے فتاوی ہم نے اپنی کتاب ''حرمتِ تصویر- علمائے عرب وعجم کے فتاویٰ'' میں جمع کر دیے ہیں، اس میں دیکھنے سے اندازہ ہوگا کہ آج جو علما تصویر کشی کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ دراصل ان کی کوتاہی ہے، خواہ وہ کسی بھی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہوں، کسی عالم کے حرام کام کر لینے سے وہ جائز نہیں ہو جاتا، ہاں! وہ عالم خود شریعت کی نگاہ میں گر جاتا ہے۔ بعض دیوبندی علما اور خود دیوبند سے آنے والے علما کی تصاویر آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں، یہ اگر ان کے علم کے بغیر اخبار والوں کی جانب سے ہو رہا ہے، تو ہم ان کو معذور کہیں گے؛ لیکن اگر ان حضرات کے علم سے شائع ہوتی ہیں یا وہ اس سے راضی ہیں، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ لوگ بھی شریعت کے حکم کو توڑ رہے ہیں، ناجائز کام دیوبندی کرے یا بریلوی کرے، اپنا کرے یا غیر کرے سب کا حکم ایک ہے اور ان لوگوں کے عمل کو دیوبندی یا بریلوی مسلک قرار دینا بھی صحیح نہیں، جب کہ خود ان کے اکابر علما نے پوری تحقیق سے مسئلہ واضح کر دیا ہے؛ لہٰذا ان کے اس عمل کو جواز کی دلیل بنانا سو فیصد غلط ہے۔

آتش بازی جائز نہیں

اس جلوس میں ایک کام یہ ہوتا ہے کہ لوگ پٹھاخے چھوڑتے ہیں، معلوم ہونا چاہیے کہ یہ آتش بازی کی رسم بھی غیروں کی رسم ہونے کی وجہ سے اس میں ایک تو غیر

قوموں سے تشبہ ہے اور غیروں سے تشبہ حرام ہے اور اس سلسلے میں احادیث کے اندر وعید بھی وارد ہوئی ہے، جیسا کہ آگے ہم احادیث پیش کریں گے۔ نیز اس میں اسراف اور مال کی تضییع بھی ہے اور یہ بھی حرام ہے کہ مال کو فضول اڑایا جائے اور اس کو ضائع کیا جائے۔

قرآن میں ہے:

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ، إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴾ (۱)

(اور بے موقعہ خرچ نہ کرو؛ کیوں کہ بے موقعہ خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔)

اور حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَ وَأْدَ الْبَنَاتِ، وَ مَنْعَ وَهَاتَ، وَ كَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَ قَالَ ، وَ كَثْرَةَ السُّوَالِ ، وَ إِضَاعَةَ الْمَالِ. » (۲)

(اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی حق تلفی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور حق کی ادائیگی سے منع کرنے اور ناحق کسی سے لینے کو حرام قرار دیا ہے اور بحثا بحثی کو، کثرت سوال کو اور مال کے ضائع کرنے کو مکروہ و ناپسند کیا ہے۔)

---

(۱) الإسراء: ۲۶-۲۷

(۲) الصحیح للبخاري: ۲۴۰۸

اور تیسرا اس میں جانی و مالی خطرات بھی ہیں، جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، کہ اس سے بسا اوقات بڑے بڑے جانی و مالی حوادث پیش آتے ہیں، جانیں تباہ ہو جاتی ہیں اور مال و املاک کا شدید نقصان ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر کہ اسلام جیسے معقول و پاکیزہ مذہب میں اس کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے، کہ اپنا یا کسی اور کا جانی و مالی نقصان کیا جائے؟

الغرض پٹھاخے چھوڑنا بھی اسلام کی رو سے ناجائز ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں: ایک غیروں کی مشابہت، دوسرے اسراف و تبذیر اور تیسرے مال کی اضاعت اور چوتھے جانی و مالی خطرات کا اندیشہ، ان میں سے ایک وجہ بھی اس کے ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے، جب کہ یہاں چار چار وجوہات جمع ہیں۔

محترم شخصیات کا روپ دھارنے کا حکم

اور رہا معاملہ حضرت ٹیپو سلطان رحمہ اللہ وغیرہ محترم شخصیات کا روپ اختیار کرنا اور ان کی نقالی کرنا، تو اس میں ظاہر ہے کہ ان شخصیات کے ساتھ گستاخی و استہزا ہے۔ غور کیجیے کہ کیا کوئی مسلمان اس کو اچھا خیال کر سکتا ہے، کہ ہمارے ان بڑوں کی توہین و مذاق کیا جائے؟ اسی لیے علما نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس طرح کرنے کو بہ اتفاق ناجائز قرار دیا ہے۔

نیز یہ بھی اس جگہ بہت قابل غور بات ہے کہ عموماً یہ روپ دھارنے والے ایسے ویسے ہی لوگ ہوتے ہیں، جن کا دین و شریعت سے زیادہ تعلق نہیں ہوتا، نماز روزے سے بھی دور اور شرعی احکامات سے لاپرواہ ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کے لوگوں کا محترم شخصیات کی اداکاری کوئی معنے رکھتی ہے؟ کیا اس سے ان بزرگوں کے مقام و منزلت، ان کی عظمت و جلالت میں فرق نہیں آتا؟ الغرض یہ بات بھی اس جلوس کے ناجائز

ہونے میں ایک وجہ کا اضافہ کرتی ہے۔

نماز کا ترک، بدترین گناہ ہے

پھر جلوس کے موقعے پر لوگ نمازوں کو ترک کر کے جلوس میں گانے بجانے میں مصروف رہتے ہیں، یہ تو سب سے بڑا اور بدترین گناہ ہے۔ کون مسلمان اس سے ناواقف ہوگا، کہ نماز اہم العبادات و اہم الفرائض ہے اور اس کو جان بوجھ کر ترک کرنے پر اسلام میں سخت وعید وارد ہوئی ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَ الْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلاةِ." (۱)

(بے شک آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز کا چھوڑنا ہے۔)

ایک حدیث میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ الصَّلاةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ.» (۲)

(جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیا، اس سے اللہ کی امان اٹھالی جاتی ہے۔)

مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا

---

(۱) الصحیح لمسلم: ۲۵۶، واللفظ له، الجامع للترمذي: ۲۶۱۹، سنن أبي داود: ۴۶۸۰، سنن ابن ماجه: ۱۰۷۸، سنن النسائي: ۴۶۴

(۲) سنن البیهقي: ۷/۳۰۴

دعوی بھی کرتے ہیں اور نماز جیسی اہم عبادت کا برابر ترک کرتے رہتے ہیں اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ اسی کو محبت وعشق کی علامت قرار دیتے ہیں۔ اللہ کے لیے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ کیا ہماری یہ روش صحیح ہے اور کیا اس سے اللہ و رسول کی خوش نودی میسر ہو جائے گی، جب کہ ہم ان کے احکام کو پامال کرتے جاتے ہیں؟

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی! کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

(مجھے خوف ہے او بدوی کہ کعبے کو نہیں پہنچ سکتا؛ اس لیے کہ یہ راستہ کعبے کی دوسری جانب ترکستان کی طرف جاتا ہے۔)

دین کو کھیل بنانا یہود ونصاری کا کام ہے

ان سب سے ہٹ کر اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ اس ساری کارروائی کا جو انداز ہوتا ہے وہ ایک کھیل تماشے کا ہوتا ہے، جیسے اس جلوس میں منہ سے آگ کے شعلے نکالنے اور دوسری طرح کے کرتب وتماشے دکھانے کا بھی ایک رواج ہے اور اس سے ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک دین اسی کھیل تماشے کا نام ہے۔ نہ نمازوں کا اہتمام، نہ دین کے احکام وتعلیمات کا لحاظ؛ بل کہ سب کو پامال کرتے ہوئے کچھ من مانی باتوں اور کھیل تماشوں کو دین وشریعت کے نام سے اور اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت کے نام سے کرتے ہیں۔

کیا یہ صورتِ حال وہی تو نہیں، جس کا ذکر قرآن نے یہود ونصاری کے بارے میں کیا ہے اور ہمیں اس سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا ہے؟

قرآن پاک میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

الدُّنۡيَا ﴾ (۱)

(جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا دیا اور ان کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔)

ایک جگہ اہلِ اسلام و ایمان کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے، جو اپنے دین کو کھیل تماشا بناتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴾ (۲)

(اے ایمان والو! تم اپنا دوست نہ بناؤ! ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا ہے، ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافر لوگوں میں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو، اگر تم ایمان والے ہو۔)

ایک دوسرے موقعے پر ان لوگوں سے باز رہنے کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

﴿ وَ ذَرِ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَعِبًا وَّ لَهۡوًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ﴾ (۳)

(اور ان لوگوں کو چھوڑو، جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا ہے اور ان کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔)

---

(۱) الأعراف: ۵۱

(۲) المائدة: ۵۷

(۳) الأنعام: ۷۰

یہ ساری آیات بتا رہی ہیں کہ دین کو کھیل و تماشا نہیں بنایا جا سکتا اور جن لوگوں نے ایسا کیا، ان سے دوستی بھی نہیں کی جا سکتی اور ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ جب یہود و نصاریٰ کی اس روش کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں کیا، تو کیا ہم کو اس کی اجازت ہو سکتی ہے؟ کہ ہم دین کے نام پر کھیل کود کو رائج کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نام پر ناجائز امور کا ارتکاب کریں؟

بے دینی کی بات کو دین سمجھنا بڑی گم راہی ہے

اب تک جو بھی عرض کیا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم جلوس کو فی نفسہٖ صحیح مان لیں؛ تو بھی ان امور کی وجہ سے اس کو محبتِ رسول کا نام دینا شریعت سے کھلی بغاوت ہے؛ کیوں کہ جو کام اللہ و رسول کو ناراض کرنے والے ہیں اور جن کو اللہ و رسول نے حرام و ناجائز قرار دیا ہے، ان کو دین کا کام سمجھنا بڑی گمراہی کی بات ہے۔

کیا اس سے بھی بڑی کوئی گمراہی اور دین سے اور اللہ و رسول سے بغاوت ہو سکتی ہے، کہ دین کے خلاف باتوں کو دین سمجھ لیا جائے اور اس کو دین کے عنوان سے کیا جائے اور اللہ و رسول کی محبت کا ان کو نام دیا جائے، جب کہ خود اللہ و رسول نے اس کو حرام و ناجائز قرار دیا ہے؟

خدارا غور کیجیے کہ آج امت کہاں جا رہی ہے اور گم راہی کے کس غار میں گری جا رہی ہے؟

جلوس- دین میں نیا طریقہ ہے

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اگر جلوس ان ناجائز امور سے جن کا اوپر ذکر ہوا خالی ہوتا؛ تب بھی جلوس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت وعقیدت اور عظمت کے اظہار کا طریقہ نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، نہ صحابہ وتابعینِ کرام کے قرونِ خیر میں اس کا کوئی وجود ملتا ہے اور نہ ائمۂ اسلاف نے ہمیں بتایا ہے۔ اگر یہ طریقہ مشروع ہوتا؛ تو اس کا ذکر قرآن یا حدیث یا صحابہ کے اقوال یا افعال یا کم از کم ائمۂ کرام کے قول وفعل سے ثابت ہوتا؛ لیکن جب ایسا نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ طریقہ دین میں ایجاد واحداث ہے۔

بدعت کی مذمت

اور اسلام میں بدعت اور دین میں اپنی جانب سے نئی بات ایجاد کرنے کی مذمت آئی ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. » (۱)

(جس نے ہمارے اس امر یعنی دین میں کوئی ایسی چیز پیدا کی، جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔)

اور ایک حدیث میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور ایسا بلیغ خطبہ دیا کہ دل کانپنے اور آنکھیں بہنے لگیں۔ آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسا خطبہ دیا، جیسے کوئی رخصت ہونے والا خطبہ دیتا ہے؛ لہٰذا ہم سے کوئی عہد فرمائیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، وَ السَّمْعِ ، وَ الطَّاعَةِ ، وَ إِنْ عَبْداً حَبَشِيًّا ، وَ سَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلافاً شَدِيْداً ، فَعَلَيْكُمْ

(۱) البخاري: ۲۶۹۷، مسلم: ۴۵۸۹، سنن أبي داود: ۴۶۰۸، سنن ابن ماجة: ۱۴

بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَالأُمُوْرَ الْمُحْدَثَاتِ ؛ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ .» (۱)

(تم پر اللہ سے ڈرنا، امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے، اگر چہ کہ وہ امیر کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور تم میرے بعد بہت سخت اختلاف دیکھو گے؛ لہٰذا تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے اور تم ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچے رہو؛ کیوں کہ ہر بدعت گم راہی ہے۔)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ ، وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ . » (۲)

(سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے بدترین کام دین میں پیدا کی گئی نئی باتیں ہیں اور دین میں پیدا کی گئی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گم راہی ہے اور ہر گم راہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔)

لہٰذا جلوس نکال کر اللہ کے رسول سے محبت وعظمت کے اظہار کا یہ طریقہ، چوں کہ

---

(۱) سنن أبي داود: ۴۶۰۷،سنن ابن ماجة: ۴۲، مسند أحمد: ۱۷۱۸۴، مسند بزار: ۴۲۰۱، المستدرک للحاکم: ۱/۱۷۴

(۲) سنن النسائي: ۱۵۷۸، صحيح ابن خزيمة: ۳/۱۴۳)

نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے اور نہ صحابہ وتابعین وائمہ کرام سے ثابت ہے؛ اس لیے یہ ایک بدعت ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

جلوس میں غیروں سے مشابہت ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں غیروں کی مشابہت بھی ہے؛ کیوں کہ جلوس کا طریقہ غیروں کی نقالی میں اپنایا گیا ہے اور اسلام میں غیروں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.» (۱)

(جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہوگا۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا ، لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى ؛ فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَ تَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ. » (۲)

(وہ ہم میں سے نہیں جو غیروں سے مشابہت اختیار کرے، تم یہود سے مشابہت نہ کرو اور نہ نصاریٰ سے، یہود کا سلام انگلیوں کے اشارے سے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے۔)

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کے بارے میں مشرکین ومجوس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا، کہ وہ ڈاڑھی نہیں رکھتے یا چھوٹی

---

(۱) سنن أبي داود: ۴۰۳۱

(۲) الجامع للترمذي: ۲۶۹۵

رکھتے ہیں؛ لہٰذا تم ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوْا اللِّحٰى وَ أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ"(۱)

(مشرکین کی مخالفت کرو، اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو۔)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَ أَرْخُوا اللِّحٰى، خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ. » (۲)

(مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کے دن روزے کے بارے میں جب یہود کو دیکھا، کہ وہ بھی رکھتے ہیں؛ تو فرمایا کہ اگر میں اگلے سال زندہ رہا؛ تو نویں تاریخ کا روزہ اس کے ساتھ ملاؤں گا۔ (۳)

ایک حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ، وَ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ ، صُوْمُوْا قَبْلَه يَوْماً أَوْ بَعْدَهُ يَوْماً. » (۴)

---

(۱) البخاري:۵۷۹۲،و اللفظ له،مسلم:۶۲۵ ،شرح السنة:۳۱۹۴،سنن البيهقي:۱/۱۵۰

(۲) مسلم:۶۲۶ ،معرفة السنن للبيهقي:۱/۴۴۰ ،مسند أبي عوانة:۱/۱۶۱

(۳) مسلم:۲۷۲۲،سنن أبي داود:۲۴۴۷ ،السنن للبيهقي:۴/۲۸۷

(۴) صحيح ابن خزيمة: ۳/۲۹۰ ،واللفظ له ،الطحاوي: ۲/۸۷، شعب الإيمان: ۳۲۹/۵، مصنف ابن عبد الرزاق:۴/۲۸۷

(عاشورا کے دن روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو اور اس کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔)

غور کیجیے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادات تک میں یہ گوارا نہیں تھا کہ غیروں سے مشابہت ہو جائے؛ تو ہم غیروں ہی کی چیز کو اختیار کریں، تو آپ کو کب گوارا ہوسکتا ہے؟ اور پھر اس ناپسندیدہ کام کو ''محبتِ نبوی'' ہی کے نام پر کیا جائے، تو کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش نودی کا باعث ہوسکتا ہے؟

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اولاً تو جلوس کے ذریعے محبتِ رسول و عشقِ رسول کے اظہار کا یہ طریقہ، نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ صحابہ وتابعین اور ائمۂ سلف سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا یہ طریقہ دین میں ایجاد و بدعت ہے۔ ہمیں اس کی جگہ دین و شریعت پر گامزن ہونے اور اللہ کے دین کو خود پر اور دنیا والوں پر نافذ کرنے کی کوشش کر کے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ثبوت دینا چاہیے، پھر چوں کہ اس جلوس میں متعدد امور خلافِ شرع داخل و شامل ہیں؛ اس لیے اگر فی نفسہٖ بھی یہ جائز ہوتا؛ تب بھی ان امور کی وجہ سے وہ ناجائز ہے؛ لہٰذا اس طریقے سے بچنا اور امت کو اس سے بچانا چاہیے۔

دینی بھائیوں سے ایک گزارش

آخر میں میں تمام اہلِ اسلام کو دعوت غور وفکر دیتا ہوں کہ خدارا ذرا سنجیدگی کے ساتھ سوچیں اور غور کریں کہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کا تقاضا کیا ہے؟ اور آپ کی یاد منانے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ افسوس کہ ہم نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو کس قدر سستا سمجھ لیا ہے کہ اللہ و رسول سے محبت کے اظہار کے لیے ہماری تمام تر کوششیں وکاوشیں صرف چند ظاہری رسموں اور رکھو کھلے

مظاہروں تک محدود ہو گئی ہیں، جن میں روح نامی کوئی چیز نہیں؛ بل کہ اس سے بڑھ کر کھیلوں اور تماشوں اور خلافِ شرع باتوں تک کو دین وشریعت اور اللہ ورسول سے محبت کا نام دے کر ہم نے دین سے کھلواڑ کرنا شروع کر دیا ہے اور ہم خود کو اس دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں کہ ہم نے اللہ ورسول سے محبت وعشق کا حق ادا کر دیا۔

کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ ان کھیل تماشوں اور خلافِ شرع کاموں سے کیا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش نودی حاصل ہوتی ہے؟ کیا اللہ ورسول کے احکامات ہمارے لیے یہی ہیں؟ کیا ہم نمازوں کی پابندی کرتے ہیں؟ کیا دین وشرع کا لحاظ کرتے ہیں، حلال وحرام کی تمیز میں ہمارا کیا حال ہے؟ سنتوں کی پابندی کہاں تک کرتے ہیں؟ ہماری معاشرت ، ہمارے اخلاق ، ہمارے معاملات کہاں تک قرآن وسنت کے دائرے میں ہوتے ہیں؟

لہٰذا ہمیں حقیقت کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور سیرتِ نبوی سے اپنی زندگیوں کو معمور ومنور کرنا چاہیے اور ان تمام باتوں سے دور ونفور ہونا چاہیے، جو اللہ ورسول کو ناپسند ہیں اور جن کو شریعت نے حرام وممنوع قرار دیا ہے۔ اور اپنے عمل وکردار سے بھی اور اپنی زبان سے بھی سیرت وشریعت کے پیغام کو عام کرنا چاہیے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا حقیقی وواقعی تقاضا یہی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کے راستے پر گامزن فرمائے اور اللہ و رسول کی سچی و پکی محبت وعظمت سے ہمارے قلوب کو معمور فرمائے اور بدعات و خرافات سے بچائے۔ آمین !یا رب العالمین !!۔

محمد شعیب اللہ خان
الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور
۲/ ربیع الاول/۱۴۳۴ھ


عید کا مصافحہ
اور راہِ اعتدال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

آج کل ''مصافحہ بعدِ عید'' کا عنوان عوام وخواص کی توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے، کچھ حضرات نے عوام کے احوال کے پیشِ نظر اس کے بدعت ہونے کا فتوی دیا ہے اور ابھی نہیں؛ بل کہ بہت پہلے سے بہت سے علمائے اکابرین (جن کا ذکر اس رسالے میں ہے) کا یہی فتوی ہے۔ ان اکابرین کی اقتدا میں احقر نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اپنی بعض کتب میں اس کو لکھا ہے اور کچھ حضرات شروع ہی سے اس کے برخلاف مصافحہ مُروجہ کے جواز واستحسان کے قائل رہے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی رائے کے مطابق اعلان و بیان کرتا اور عمل اختیار کرتا رہا ہے؛ مگر اب یہ ہوا کہ ایک طرزِ عمل ورائے کے حاملین نے دوسرے نظریئے والوں پر افتراق وانتشار پھیلانے اور بے علمی وجہالت کے طعنے دینے شروع کر دیے، جو علم کے میدان میں ایک معیوب بات ہے۔ حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ فقہ وفتوے کی روشنی میں قائم رائے کو پیش کرنا؛ بالخصوص جب کہ اکابر کی بھی وہی رائے وفتویٰ ہو، کوئی غلط بات نہیں؛ بل کہ حق ہے۔

زیرِ نظر تحریر میں اسی صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے اس سلسلے میں فقہا کے